طارق ودود

پی۔ایچ۔ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اُردو، جامعہ پشاور

ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری

شعبہ اُردو، جامعہ پشاور

اکیسویں صدی کے اُردو قطعہ میں امریکی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمت

Tariq Wadood
Ph.D research Scholar, Department of Urdu, University of Peshawar
Dr. Badshah Munir Bukhari
Department of Urdu, University of Peshawar.

Resistance to US State Terrorism in the 21st Century in Urdu Qit'a

This study analyses the Urdu literature Qit'a (قطعہ) regarding the resistance towards the state terrorism of the United States. The study aimed to explore the various hegemonic techniques of the United States to control the Muslim countries (Iraq, Afghanistan, and Pakistan) through the imposition of New World Order under the shield of war on terror. The belligerent voice of ten poets has been the scope of the study. The analysis shows the poets expressed their utter disapproval, and anger and protested against the state terrorism of the United States. They express their ideas in an ironic and satiric manner. This study recommended studying the other genres of the poets to lay bare the state terrorism for the vested interests of the United States.

Key Words: *United States, Afghanistan, Pakistan, poetry, Urdu, literature, Resistance, Terrorism.*

اکیسویں صدی کا آغاز ۱۱/۹ کی صورت میں نہایت بھیانک انداز میں ہوا۔ جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی دو فلک شگاف عمارتوں سے دو جہازوں کے ٹکراؤ کے نتیجے میں دونوں فولادی عمارتیں ایک گھنٹے کے اندر ریت کی دیوار کی طرح زمین بوس ہوئیں۔ اس واقعے کی صحت پر دنیا بھر کے محققین تجزیہ کاروں ،

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

سائنسدانوں، ادیبوں اور دیگر قلم کاروں نے مدلل انداز میں نکتہ چینی کر کے اسے امریکہ کا رچایا ہوا خود ساختہ ڈرامہ قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید اپنے ایک ادبی مقالے میں یوں رقمطراز ہیں:

> "واضح رہے کہ اس واقعہ کے حوالے سے لکھی گئی ہزاروں کتابوں اور فلموں میں سے ایک بڑا حصہ اس مواد پر مشتمل ہے۔ جو اس واقعے کے طالبان سے انسلاک کے رد میں ہے۔ ۲۰۰۹ء تک ایسی کتابوں کی تعداد ۴۰۰ سے زائد تھی۔ جو اسے امریکی ایجنسیوں کی کاروائی سے تعبیر کرتے ہیں۔"(۱)

نائن الیون واقعے کی صحت کے حوالے سے اٹلی کے سابق صدر فرانسیسکو کوسیگا کا انٹرویو اہمیت کا حامل ہے، جو انہوں نے اٹلی کے سب سے قدیم، موقر اور سب سے زیادہ پڑھے جانے والے اخبار correire della sera کو ۳۰ نومبر ۲۰۰۱ء کو دیا تھا اس انٹرویو میں وہ انکشاف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگرچہ کہا جاتا ہے۔ کہ بن لادن نے نائن الیون کے موقع پر ٹریڈ ٹاورز پر حملے کا منصوبہ بنانے کی ذمہ داری قبول کرلی ہے۔ مگر امریکہ اور یورپ کی تمام خفیہ ایجنسیاں اب بخوبی جانتی ہیں کہ ان تباہ کن حملوں کی منصوبہ بندی اور ان پر عمل درآمد کا کام امریکی سی ائی اے اور موساد نے صیہونی دنیا کی مدد سے انجام دیا تھا۔ کہ عرب ملکوں پر اس کا الزام تھوپا جاسکے۔ اور مغربی طاقتوں کو عراق اور افغانستان میں مداخلت کا موقع مل سکے۔(۲)

ممتاز محقق اور سابق امریکی نائب وزیر خزانہ پال گریگ رابرٹس نائن الیون کا تعلق القاعدہ اور افغانستان سے جوڑنے

کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "حکومتیں ہمیشہ جھوٹ بولتی ہیں خصوصاً وہ حکومتیں جو نیو کنزرویٹو پر مشتمل ہوں کیونکہ ان کا سرغنہ لیو اسٹرا اس نے انہیں سکھایا ہے کہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو دھوکہ دینا جائز ہے۔ امریکی حکمرانوں نے صدام حسین کے مہلک ہتھیاروں سے زیادہ جھوٹ نائن الیون حملوں میں بن لادن اور القاعدہ کو ملوث کرنے کے سلسلے میں بولا۔"(۳)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۱/ ۹ کے فوراً بعد امریکہ نے اس کا الزام القاعدہ پر لگا کر طالبان سے اسامہ بن لادن کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ طالبان کے انکار پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا قہر ڈیزی کٹر کی کارپٹ بمباری کی صورت میں افغانستان پر ٹوٹ پڑا۔ پاکستان میں اس وقت کی فوجی حکومت نے افغان پالیسی پر یوٹرن لے کر امریکہ کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے امریکہ کو ہوائی وزمینی راستوں سمیت ائیر بیسز فراہم کئے۔ رد عمل میں طالبان کی حامی مختلف عسکریت پسند جماعتوں نے پاکستان کے کونے کونے میں دہشت گردانہ کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ ہمارے سکولوں، مساجد، مدرسوں، عدالتوں، فوجی چھاؤنیوں ، سرکاری دفاتر وعمارات، تفریح گاہوں اور بازاروں کو بم دھماکوں اور خودکش حملوں کے ذریعے نشانہ بنایا گیا۔ جس نے ملک کو شدید عدم استحکام سے دوچار کر دیا۔ ہمارے شہر، گاؤں اور وادیاں بم دھماکوں اور خودکش حملوں سے لرزتی رہیں۔ ان دہشت گردانہ کارروائیوں کے نتیجے میں جہاں ہزاروں اہلکار شہید ہوئے ،وہاں ملکی معیشت کو اربوں ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا۔ دوسری طرف امریکہ اور نیٹو کی طرف سے افغانستان پر وحشیانہ بمباری جاری رہی جنگی جہاز نہ صرف طالبان کے ٹھکانوں کو ڈیزی کٹر کی کارپٹ بمباری سے نشانہ بنانے لگے، بلکہ عام سویلین آبادی کلسٹر اور ڈیزی کٹر بموں کی زد میں آتی رہی ، یہاں تک کہ سکولوں، ہسپتالوں اور دیگر عوامی مقامات کو بھی بموں اور میزائیلوں سے نشانہ بنایا گیا۔ یوں نئی عالمی درجہ بندی کے نفاذ کی خاطر امریکہ اور نیٹو نے افغانستان اور عراق کو براہ راست جبکہ پاکستان کو بالواسطہ اپنی بدترین ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔

افغانستان اور عراق پر حملوں کو مختلف مکتبہ ہائے فکر کے دانشوروں اور تجزیہ کاروں نے اس لئے بدترین ریاستی دہشت گردی سے تعبیر کیا ہے کیونکہ اس جنگ کے لئے امریکہ کے پاس کوئی ٹھوس جواز نہیں تھا۔ امریکہ طالبان حکومت اور القاعدہ کو نائن الیون واقعے کا ذمہ دار ٹھہرا رہا تھا۔ حالانکہ امریکہ کے پاس اس دعوے کا کوئی ثبوت موجود نہیں تھا۔ نہ ہی دنیا کی کسی عدالت نے طالبان کو اس حملے کا مجرم قرار دیا تھا۔ مختلف دانشوروں اور تجزیہ کاروں نے مدلل انداز میں اس واقعہ کو امریکہ کا ایک خودساختہ ڈرامہ قرار دیا ہے۔ تاکہ اس کو جواز بنا کر مسلم ممالک کے وسائل پر قبضہ کے ساتھ ساتھ نیو ورلڈ آرڈر کا نفاذ ممکن بنایا جا سکے۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر امریکہ کی اس بدترین ریاستی دہشت گردی کو جہاں دیگر مکتبہ ہائے فکر کے دانشوروں اور قلم کاروں نے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ وہاں اردو شعراءنے بھی امریکہ اور اتحادیوں کی اس بدترین ریاستی دہشت گردی اور استعماری ہتھکنڈوں کے خلاف مزاحمتی انداز اپناتے ہوئے ان فسطائی قوتوں کے پس

پردہ عزائم کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مقالہ میں اکیسویں صدی کے اردو قطعہ میں امریکی ریاستی دہشت کے خلاف مزاحمت کا جائزہ لیا جائے گا۔

قطعہ ایک معروف، قدیم اور منفرد صنف سخن ہے۔ قطعہ کو قصیدے اور غزل کا ٹکڑا کہا گیا ہے۔ یہ اپنی ہئیت کے اعتبار سے قصیدے اور غزل اور رباعی سے مماثلت رکھتا ہے۔ کیونکہ ان اصناف سخن کی طرح قطعہ کے تمام اشعار کے مصرعہ ہائے ثانی ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں۔ البتہ قطعہ میں غزل اور قصیدے کی طرح مطلع ضروری نہیں ہوتا۔ قطعہ میں آغاز، وسط اور انجام کا تسلسل ہونا چاہئیے۔ قطعہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں بالکسر بولا جاتا ہے۔ لیکن اردو تک آتے آتے بالفتح بولنا بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔[۴] رفیع الدین ہاشمی قطعہ کی تعریف کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

> " قطعہ (ق ط ع ہ) کے لغوی معنی ٹکڑا یا جزو کے ہیں اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کوئی خیال یا واقعہ مسلسل بیان کیا گیا ہو۔ قطعے میں مطلع کی موجودگی ضروری نہیں ۔ قطعے میں ہر شعر کے دوسرے مصرعے میں قافیہ کی پابندی لازمی ہے۔ گویا قطعے کی ہئیت قصیدے کی ہوتی ہے۔ مگر قطعے میں مطلع نہیں ہوتا۔ قطعہ ہر بحر میں کہا جاسکتا ہے۔ قطعہ کم از کم دو شعروں کا ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ کی کوئی قید نہیں۔ قطعہ کے لئے کوئی موضوع مقرر نہیں۔ قطعہ نگار ہر طرح کے واقعات وبیانات ، نظریات و خیالات اور احساسات وجذبات کو نظم کر سکتا ہے۔ بشر طیکہ پورا قطعہ معنوی اعتبار سے مکمل اکائی ہو"۔[۵]

ایک معروف ، قدیم اور منفرد صنف سخن ہونے کے علاوہ ندرت خیال ، ایجاز واختصار ، برجستگی اور تاثر و معنویت کے سبب خالص قطعہ گو شعرا کے علاوہ غزل گو شعرا بھی اس صنف نظم میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔ یہ رجحان اکیسویں صدی کی اردو شاعری میں امریکی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمت میں بھی ملتا ہے۔ قطعہ گو شعراء نے امریکہ اور نیٹو کی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمت کو بڑے موثر اور ہمہ جہت انداز میں پیش کیا ہے۔ انہوں نے افغانستان اور عراق میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بدترین ریاستی دہشت گردی سے لے کر افغانستان جنگ کے نتیجے میں پاکستان میں پروان چڑھنے والی دہشت گردی، امریکی ڈرون حملوں، بم دھماکوں، خودکش حملوں، ٹارگٹ کلنگ اور اس خلفشار اور کشت وخوں کا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

سبب بننے والی امریکی استعماری پالیسیوں اور ہمارے اپنے حکمرانوں کی بے بسی، بے حسی، بے ضمیری اور ملک دشمن پالیسیوں کے خلاف مزاحمت کو اپنے قطعات کا موضوع بنایا ہے۔

نائن الیون واقعے کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادی اُن طالبان پر قہر بن کر ٹوٹ پڑے جنہیں سوویت یونین کے خلاف جنگ میں امریکہ نے مجاہدین کا خطاب دے کر بھرپور مدد فراہم کی تھی۔ طارق مسعود نے اپنے ایک قطعے "اندیشے" میں امریکہ کی اس دوغلی پالیسی اور طوطا چشمی کو یوں شدید طنز کا نشانہ بنایا ہے:

اِتنا نہ ہو کہ عصمتِ داماں ہو تار تار
کچھ کچھ روا ہے گر چہ محبت کی جنگ میں

کل تک جو لوگ زندہ بچے تھے جہاد سے
مارے نہ جائیں آج غنیمت کی جنگ میں (۶)

سید طارق مسعود نے اپنے ایک دوسرے قطعے "عالمی آوارگی" میں امریکہ، اس کے اتحادیوں اور اقوامِ متحدہ کو افغانستان میں ایک بے مقصد اور بے سمت جنگ کے آغاز اور اس کی حمایت پر شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ دنیا کے کمزور ترین اور پسماندہ ملک افغانستان پر فقط اُسامہ کی گرفتاری یا ہلاکت کی خاطر اِتنے بڑے اور طاقتور ملکوں کا ایک ساتھ حملہ آور ہونا اور سالہا سال تک لڑتے رہنا ماورائے عقل ہے اور اب اُسامہ کو بھلا کر افغانستان کی سنگلاخ پہاڑیوں میں امریکی اور نیٹو افواج بلاوجہ اور بے مقصد مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہ سب کچھ عالمی آوارگی نہیں تو اور کیا ہے۔

اب سے پہلے ایک دہشت گرد کی تھی جستجو
اب سے پہلے تھی انہیں حضرت اُسامہ کی تلاش

آج پھرتے ہیں ہر اِک دشت و جبل میں بے خبر
کر رہے ہیں دامن و جُبّہ و جامہ کی تلاش (۷)

غرض ایک اُسامہ امریکہ، اس کے اتحادیوں اور نیٹو فورسز کو پندرہ سال تک تگنی کا ناچ نچاتا رہا۔ پوری دُنیا اُسامہ کی تلاش میں لگی ہوئی تھی۔ امریکی اور نیٹو افواج اُسامہ کے پیچھے بھاگ بھاگ کے تھک ہار گئے تھے لیکن اُسامہ ہلالِ عید کی طرح پندرہ سال تک انہیں کہیں نظر نہیں آسکا تھا۔ یہ سوال اپنی جگہ کہ کیا وہ اُسامہ کی تلاش میں مصروف تھے یا اس کی تلاش کو بہانہ بنا کر اپنا استعماری ایجنڈا پورا کر رہے تھے۔

بہر حال سپر پاور امریکہ اور نیٹو افواج کے لیے یہ بہت شرمندگی اور ندامت کا مقام تھا۔ اس مضحکہ خیز صورتحال کی عکاسی رفیق ساغر نے اپنے قطعے میں یوں کی ہے:

کہا تھک ہار کے امریکیوں نے
اُسامہ کو بھلا ڈھونڈیں تو کیسے
ہمارے واسطے یہ دردِ سر ہے
اُسامہ ہو ہلالِ عید جیسے (۸)

رفیق ساغر کے بعض قطعات میں افغانستان میں امریکی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمتی لب و لہجہ واضح طور پر ملتا ہے۔ انہوں نے اپنے ایک قطعے میں امریکہ اور اس کے سفید چمڑی والے اتحادیوں کو افغانستان میں بدترین ریاستی دہشت گردی پر شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے ان کے ظاہری سفیدی کے برعکس ان کے باطن کو کالا قرار دے کر انہیں انسانیت کے ماتھے پر سیاہ دھبہ قرار دیا ہے۔

منہ بظاہر سفید ہے لیکن
صفِ انسانیت میں کالا ہے

دہشت گردی کی آڑ میں جس نے
بے گناہوں کو مار ڈالا ہے (۹)

امریکہ نے بغیر کسی تحقیق کے طے شدہ منصوبے کے تحت نائن الیون کا الزام اُسامہ اور طالبان پر لگا دیا اور اپنے اتحادیوں سے مل کر افغانستان پر ڈیزی کٹر اور کلسٹر بموں کی بارش کر دی۔ انہوں نے ایک بدمست ہاتھی کی طرح معصوم افغانیوں کو پاؤں تلے روندھ دیا لیکن اقوام متحدہ سمیت دنیا کی کسی بین الاقوامی تنظیم یا کسی باا ثر ملک نے اسے اِس بے جا ظلم و بربریت سے نہیں روکا۔ ان استعماری اور فسطائی قوتوں نے افغانستان کے خلاف اپنی اس بدترین ریاستی دہشت گردی کو دہشت گردی کے خلاف جنگ قرار دے کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی پوری کوشش کی۔ حصیر نوری نے اپنے ایک قطعے میں ان تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کو یوں تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

لرزہ بر اندام ہیں کوہ و دَمن
خود کو تُو اس عہد کا مختار لکھ

ایشیاء کی سر زمیں پر ہر برس
ظلم کر اور عدل کا معیار لکھ (۱۰)

امریکہ اس قدر شدید نرگسیت کا شکار ہے کہ کرۂ ارض پر اُسے صرف اپنی ہی قوم اور اس کے مفادات اتنے عزیز ہیں کہ اس کے لیے پوری دنیا کو جہنم زار بنانے پر ہمہ وقت آمادہ نظر آتا ہے۔ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے صدیوں پہلے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے تحت افغانستان اور عراق پر یلغار اس حقیقت کی زندہ مثال ہے۔ اس بیمارانہ نرگسیت کے زیر اثر افغانستان اور عراق میں امریکی بربریت کو ہدف تنقید بناتے ہوئے فضا اعظمی اپنے قطعہ ''میں'' میں یوں کہتے ہیں:

آشیاں خارِ زار بن جائے
خون سے لالہ زار بن جائے
ہم جو بچ جائیں بس یہ کافی ہے
ساری دُنیا مزار بن جائے (۱۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

احمد حسیب قیصر نے اپنے ایک قطعہ میں جہاں معصوم افغانیوں پر امریکی بربریت پر گہرے رنج و ملال کا اظہار کیا ہے وہیں بہادر افغانیوں کے چٹان جیسے حوصلے کو یوں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

گھر بار سب لُٹا کر اُن بستیوں میں جاؤں
افغاں مکیں جہاں پر ، تن من وہاں لُٹا دوں

میں حالِ زار سن کر رو دوں گا خوں کے آنسو
پھر اُن کے حوصلوں سے میں بھی قرار پاؤں (۱۲)

فضا اعظمی نے اپنے ایک دوسرے قطعے میں بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر امریکی ریاستی دہشت گردی کو بے نقاب کرتے ہوئے اُسے سب سے بڑا بین الاقوامی دہشت گرد اور فتنہ گر قرار دیا ہے۔ قطعہ ملاحظہ ہو:

اُلفت کے نام پر نہ محبت کے نام پر
عزت کے نام پر نہ شرافت کے نام پر

اِک فتنہ گر کو جب سے محافظ بنا دیا
دُنیا تباہ حال ہے دہشت کے نام پر (۱۳)

امریکہ کی بیمارانہ نرگسیت کو تنویر سپرا نے بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ وہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر حملے پر شدید ردّ عمل ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امریکہ نے بغیر کسی تحقیق کے اس کا ملبہ اُسامہ بن لادن اور طالبان پر لگا کر نا صرف افغانستان کو تختہ مشق بنایا بلکہ صدام حسین پر بھی خطرناک کیمیائی و حیاتیاتی ہتھیار رکھنے کا جھوٹا الزام لگا کر عراق پر ڈیزی کٹر اور کلسٹر بموں کی بارش کرکے بد ترین ریاستی دہشت گردی کا ارتکاب کر بیٹھا۔ بیمارانہ نرگسیت کے زیر اثر امریکہ کی اس بد ترین ریاستی دہشت گردی کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے تنویر سپرا اپنے قطعے میں یوں کہتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ہر سپید و سیاہ کر ڈالو
انتقاماً گناہ کر ڈالو
امن اپنا نہیں مقدر تو
امنِ عالَم تباہ کر ڈالو (۱۴)

دہشت گرد امریکہ خود اپنی ریاستی دہشت گردی کو تو دہشت گردی کے خلاف جنگ اور امن کے لیے جدوجہد سے تعبیر کرتا ہے لیکن جب افغانستان یا عراق کے حریت پسند مجاہدین امریکی اور نیٹو افواج پر خودکش حملہ کرتے ہیں تو امریکہ حریت پسندوں کی طرف سے اس طرح کی مزاحمت کو کھلی دہشت گردی تصور کرتا ہے۔ طٰہٰ خان نے امریکہ کی اس دوغلی پالیسی کو یوں تنقید کا نشانہ بنایا ہے:

جب طاقت کے زور پہ میں کرتا ہوں قبضہ ملکوں پر
مقبوضہ ملکوں کے بندے اِک نامردی کرتے ہیں

امن و امان کے نام پہ میری فوج کشی تو جائز ہے
خودکش حملہ کرنے والے دہشت گردی کرتے ہیں (۱۵)

یہ افغان سرزمین کی بدقسمتی رہی ہے کہ جہاں یہ روس، امریکہ اور دیگر استعماری و فسطائی قوتوں کی ریاستی دہشت گردی کا شکار رہی ہے وہیں اس کے اپنے فرزندوں نے بھی اسے اپنے ہی لوگوں کے خون میں نہلایا ہے۔ طٰہٰ خان افغان عسکریت پسندوں کی کلاشنکوف کلچر پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں:

دکھاؤں گا تماشا ، دی اگر فرست زمانے نے
نہ مسٹر بُش لڑے گا اور نہ گورباچوف مارے گا

مصافِ زندگی میں غیر کا احسان کیا لینا (۱۶)
ہم اپنے بھائیوں کو خود کلاشنکوف مارے گا

افغانستان میں دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں پاکستان نے امریکہ کا غیر نیٹو اتحادی بن کر ہر طرح سے مدد کی۔ اپنے ایئر بیسز اور ہوائی اڈے امریکہ کے حوالے کر دیئے اور امریکی و نیٹو افواج کو زمینی و فضائی راستے استعمال کرنے کی کھلی اجازت دی۔ اس کے علاوہ امریکہ کے مطالبے پر پاک فوج نے اپنے ہی قبائلیوں کے خلاف فوجی آپریشن کا آغاز کر دیا لیکن پاکستان کی ان تمام قربانیوں کے باوجود امریکہ نے پاکستانی قربانیوں کو فراموش کر دیا اور پاکستان پر دہشت گردوں کو پناہ دینے کا الزام لگایا۔ اس بارے میں ذبیح اللہ بلگن یوں رقمطراز ہیں:

> "امریکہ نے پاک فوج کی قربانیوں کو نظر انداز کر دیا اور دہشت گردی کی جنگ میں پاکستانی کوششوں کو فراموش کر دیا گیا۔۔۔۔ پاکستان پر اس تیرہ سالہ جنگ میں امریکہ کی جانب سے ایک الزام تسلسل کے ساتھ لگایا جاتا رہا کہ وہ عسکریت پسندوں کے خلاف کاروائی میں مطلوبہ کارکردگی نہیں دے رہا۔"(۱۷)

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے کر پاکستان خود دہشت گردی کا شکار ہوا لیکن پھر بھی امریکہ پاکستان پر دہشت گردوں کی پشت پناہی کا الزام لگاتا رہا۔ امریکہ کی اس طوطا چشمی اور بے اعتباری کو طنز کا نشانہ بناتے ہوئے جعفر بلوچ اپنے قطعے میں یوں کہتے ہیں:

چرچ پر حملہ کرایا کس نے پاکستان میں
صاحبانِ خیر ہیں دِل ریش ، یا رب خیر ہو

ہم پہ پھر الزام دہشت گردیوں کا آ نہ جائے
پھر سے امریکہ کو ہے تشویش ، یا رب خیر ہو (۱۸)

دیگر شعری اصناف کی طرح قطعہ میں بھی عراقیوں پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بربریت کی صورت میں بدترین ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمتی رویہ واضح طور پر ملتا ہے۔ قطعہ نگاروں نے اس حوالے سے افغان جنگ کی نسبت عراق جنگ کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عراق انبیاء کی سرزمین ہے۔ اس دینی وروحانی نسبت کے سبب ہمارے شعراءنے عراق دہشت گردی کے زخموں کو اپنی روح تک پر محسوس کیا ہے۔ جان کاشمیری نے اپنے قطعہ "عراق میں "معصوم عراقیوں پر امریکی بربریت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے تنبیہ دی ہے کہ امریکہ عراق میں بھی ویت نام کی طرح ذلیل وخوار ہو گا۔

دنیا پہ کُھل گئے ہیں معانی جہاد کے
نکلی ہے کیسی کام کی صورت عراق میں
امریکہ کے نصیب میں ذلت ہے آخرش
اے جانؔ ویت نام کی صورت عراق میں (۱۹)

سلطان مجاہد نے اپنے ایک قطعے میں امریکہ کی اس استعماری چال کی مذمت کی ہے جس کے تحت وہ چھوٹے ملکوں پر اپنی ریاستی دہشت گردی کے ذریعے قبضہ کرکے ان کے وسائل کو بھی چھین لیتا ہے۔ اس وقت عراق وافغانستان سمیت کئی اسلامی ممالک امریکہ کے نشانے پر ہیں گویا دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ نے امریکہ اسلام جنگ کی صورت اختیار کرلی ہے۔ سلطان مجاہد نے امریکہ کو دنیا کا بڑا دہشت گرد قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف لڑنے والے عراقی مجاہدین کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

چھوٹے ملکوں پر یہ حملہ ہے یہ کیسا انتقام
خود ہی دہشت گرد ہیں لیتے ہیں جو اوروں کا نام

پھر ہوا ارزاں زمانے میں مسلمانوں کا خوں
جان و دِل سے ہے عراقی جانبازوں کو سلام (۲۰)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

امریکہ وہ واحد دہشت گرد ملک ہے جو اپنی تخریب میں بھی تعمیر کے پہلو نکالتا ہے۔ اس نے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اپنی ریاستی دہشت گردی کو عراق کی تعمیر اور اس کے روشن مستقبل کے لیے نسخہ کیمیا قرار دے دیا۔ حالانکہ امریکہ کی نظریں دراصل عراق کے تیل کے ذخائر پر تھیں۔ اس حقیقت کو سامنے لاتے ہوئے طٰہٰ خان نے اسے یوں تنقید کا نشانہ بنایا ہے:

تعمیر سے پہلے تو تخریب ضروری ہے
اس واسطے ظالم نے بے جرم بھی رگڑا ہے

سب اہلِ سیاست کو ٹھیکوں کی ضرورت تھی
اب مالِ غنیمت کی تقسیم کا جھگڑا ہے (۲۱)

سید طارق مسعود نے اپنے قطعے "اندر کی بات" میں عراق پر امریکی یلغار اور بربریت کو یوں تنقید کا نشانہ بنایا ہے:

بچو، اُڑا لیا نہ کرو درمیاں سے بات
دیکھا کرو سیاق بھی، تھوڑا سباق بھی
امریکیوں کا ذکر اگر ہو اِدھر اُدھر
سمجھو، کہ دائیں بائیں نہیں ہے عراق بھی (۲۲)

دہشت گردی کے خلاف مزاحمت سید طارق مسعود کے قطعات کا بڑا اہم موضوع ہے۔ ان کے ہاں اس مزاحمت میں آفاقیت کی جھلکیاں واضح طور پر نظر آتی ہیں۔ انہوں نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی صورت میں اکیسویں صدی کی استعماری اور فسطائی قوتوں اور ان کی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمت کو کثرت سے اپنے قطعات کا موضوع بنایا ہے۔ انہوں نے اپنے قطعے "جنگ" میں امن کے نام پر استعماری اور فسطائی قوتوں کی عراق و افغانستان پر یلغار کو تیل کی جنگ سے تعبیر کرتے ہوئے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

کون جارح ہے کون ہے مجروح
سانپ سیڑھی کا کھیل ہے پیارے

دوڑتا ہے جو آج رگ رگ میں
خوں نہیں ہے وہ تیل ہے پیارے (۲۳)

محمد مقصود احمد نے بھی درجہ بالا حقائق سے یوں پردہ اُٹھایا ہے:

"یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عراق پر قبضے کے بعد جن امریکی کمپنیوں کو تیل کے ٹھیکے دیئے جانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے، ان کا امریکی حکام سے گہرا ربط اور تعلق ہے۔ چنانچہ امریکی صدر بُش اور ان کے والد تیل کی کمپنیوں کے قریبی افراد میں سے ہیں۔ موجودہ نائب امریکی صدر ڈک چینی کچھ عرصہ قبل تک امریکہ کی ایک بڑی آئل کمپنی کے ایگزیکٹیو رہے ہیں۔ کنڈلالیز ارائس جو کہ امریکی صدر کی مشیر برائے قومی سلامتی اُمور ہیں، وہ بھی کچھ عرصہ قبل تک "شیفرن" نامی امریکی آئل کمپنی کی ایک اہم رکن رہی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ ایک بحری آئل ٹینکر کی مالک بھی ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکی صدر بُش نے گزشتہ دِنوں وائٹ ہاؤس میں عراق تیل کی تقسیم کے حوالے سے ایک اہم میٹنگ طلب کی تھی جس کی تفصیلات جاری کرنے سے میڈیا کو سختی سے روک دیا گیا تھا۔" (۲۴)

امریکہ بہت پہلے سے اقوام عالم خصوصاً اسلامی ممالک کے نئے نقشے بنا کر اپنے ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے چھوٹے اور کمزور ممالک، بالخصوص اسلامی دنیا کو اپنا تختۂ مشق بنا رہا ہے۔ ان منصوبوں میں بُش سینئر نے زیادہ دلچسپی دکھائی۔ سید طارق مسعود نے اپنے قطعہ "بُش بُش" میں بُش کی ان استعماری چالوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے تاریخ کے اوراق میں بُش کی گمنامی کو ان کے ظلم و بربریت کا سبب قرار دیا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

یہ موسموں کی چال رُتوں کی یہ دھوپ چھاؤں
راتیں کبھی طویل تو دِن ہیں بڑے کبھی

تاریخ ایک باب بھی اس کو نہ دے سکی
جس شخص نے بدلنے تھے جغرافیے کبھی (۲۵)

طٰہٰ خان نے اپنے قطعے ''موت کے سوداگر'' میں امریکہ کو موت کا سوداگر قرار دیا ہے جو جنگی مشقیں کروا کے پیار و محبت کے ساتھ جنگ سے باز رہنے کا بھی کہتا ہے اور طاقت کے توازن کے نام پر پاکستان اور بھارت سمیت دنیا کے کئی ممالک کو اپنا اسلحہ فروخت کرتا ہے۔ گویا ایک طرح سے وہ پوری دنیا میں اپنے اسلحہ کے ذریعے موت بانٹ رہا ہے۔

کہیں کروا کے جنگی مشق کہتے ہیں محبت سے
تمہیں لڑنا سکھایا ہے کسی کو تنگ مت کرنا

کہیں کہتے ہیں طاقت کا توازن بھی تو رکھنا ہے
خریدو شوق سے ہتھیار لیکن جنگ مت کرنا (۲۶)

مغرب اہل مشرق بالخصوص اسلامی ممالک پر دہشت گردی اور انتہا پسندی کا الزام لگا کر خود کو بڑا پارسا اور مہذب ظاہر کرتا ہے لیکن دراصل یہ بذاتِ خود سفید چمڑی میں چھپا ہوا کالا بھیڑیا ہے جو امن کے نام پر اہل مشرق کو بدترین ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنا رہا ہے اور مسلم ممالک کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے لیے دہشت گردی کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہے۔ طٰہٰ خان نے مغرب کے سفید حکمرانوں کے کالے دھندوں پر تنقید کرتے ہوئے انہیں ''سفید فسادی'' کا لقب دیا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

پیغمبرانِ دہر کا مسکن ہے ایشیاء
ابلیسیت کی راہ کے عادی سفید ہیں

اقوامِ ایشیاء کو ہے تاریخ کا پیام
دُنیا کے بہترین فسادی سفید ہیں (۲۷)

مغربی استعماری قوتوں کے ہاتھوں آج مسلم دنیا بدترین ریاستی دہشت گردی کا شکار ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادی مسلم دنیا کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرکے ان کی معیشت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں لیکن مسلم دنیا کے حکمران خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ وہ بذاتِ خود اِن فسطائی اور استعماری قوتوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ کعبہ، روضۂ رسولؐ اور مسجد نبویؐ کی وجہ سے سعودی عرب مسلم دنیا کا مرکز و محور ہے لیکن افسوس کہ اہلِ حرم امریکہ کی غلامی میں دوسروں سے دوہاتھ آگے نکل گئے ہیں۔ اس وقت اُمت مسلمہ شدید اختلافات کا شکار ہے۔ اِن اختلافات میں بھی مغربی قوتوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ طٰہٰ خان اہلِ حرم کی امریکی غلامی پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یہاں رومی کی باتیں ہیں نہ اب رازی کا چرچا ہے
گھروں میں محفلوں میں پارٹی بازی کا چرچا ہے

حرم والے نہیں کرتے علاجِ ضعفِ گویائی
یہاں اب حضرتِ بُش کی سخن سازی کا چرچا ہے (۲۸)

اُمت مسلمہ کا علمبردار سعودی عرب امریکی غلامی میں اس قدر آگے نکل چکا ہے کہ اسے اپنے عراقی مسلمان بھائیوں کے خلاف امریکی جارحیت نظر نہیں آتی۔ گویا کعبہ کے رکھوالے ہو کر بھی قبلہ بھول گئے ہیں۔ سعودی حکمرانوں کی اس بے ضمیری اور بے حسی کو سید طارق مسعود نے یوں تنقید کا نشانہ بنایا ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ارضِ بغداد کی قبا رنگیں
خاک ایران کا لباس لہو
کعبہ والوں کو سمت یاد نہیں
اہلِ قبلہ نہیں ہیں قبلہ رُو (۲۹)

مندرجہ بالا بحث سے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔ کہ قطعہ گو شعرء نے اپنے قطعات میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بدترین ریاستی دہشت گردی کے خلاف ایک موثر آواز اٹھائی ہے اور دنیا کو یہ باور کرایا ہے کہ شاعر وادیب ہی معاشرے کے وہ باشعور فن کار ہوتے ہیں جو مصلحت کے باوجود با آواز بلند حق گوئی وبے باکی کے سنہرے اصول پر عمل پیرا ہو کر ظلم وناانصافی اور دہشت گردی کو کچلتے ہوئے آنے والے کل کو اجلا اور روشن تر دیکھنے کی خاطر ایک طرف دہشت گردوں کے خلاف رجز جبکہ دوسری طرف امن کے گیت گاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ امریکی اور مغربی استعماری قوتوں کی دہشت گردانہ کاروائیوں کے خلاف اردو شعراء کی ان کاوشوں کا اعتراف ڈاکٹر ابوسفیان سفی نے اپنے ایک مقالے میں یوں کیا ہے:

"اکیسویں صدی کی اردو شاعری کے منظر نامے پر وہ تمام روداد ستم موجود ہے کہ جو استعماری اور فسطائی قوتوں کی طاقت کے بل پر ظہور میں آئی ہے۔ شعراء کا ہر دور میں یہ فریضہ رہا ہے کہ وہ وطن کی مٹی سے اپنی محبت کا ثبوت فراہم کریں۔ اردو شاعری ہمارے نزدیک اس عظیم فریضے سے بہ طریق احسن سبکدوش ہوئی ہے۔ اور اس ۹ سال کے قلیل عرصے میں اُردو شاعری نے اپنی صدائے احتجاج کو انتہائی موثر پیرائے میں حکومت وقت اور عوام الناس تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے۔"(۳۰)

الغرض اکیسویں صدی کے اُردو قطعہ میں امریکی استعمار اور اس کے مغربی اتحادیوں کی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمت کی ایک توانا اور موثر صدا بلند ہوتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ قطعہ گو شعراء نے امریکہ کو سب سے بڑا دہشت گرد اور دہشت گردی کا کاروبار کرنے والی ریاست کے طور پر اجاگر کیا ہے۔ جو جہاں سے بھی گزرتا ہے، اپنے پیچھے دہشت گردی کا وبال چھوڑ جاتا ہے۔ افغانستان اور عراق میں داعش اور دیگر دہشت گرد تنظیمیں اس

حقیقت کے زندہ ثبوت ہیں۔ امید ہے کہ مستقبل میں امریکی اور مغربی ممالک کی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمتی رویہ اردو قطعہ میں مزید فنی و فکری پختگی کے ساتھ سامنے آئے گا۔

حوالہ جات

۱۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، " ۱۱/ ۹ کے اُردو غزل پر اثرات" مشمولہ:" پاکستانی زبان وادب پر ۱۱/ ۹ کے اثرات " ادارہ ادبیات فارسی ولسانیات ،جامعہ پشاور ۲۰۱۱، ص:۸

۲۔ www.prisonplanet.com/articles/december2007/120407-common-knowledge.htm

۳۔ joseph P fermage, interesting facts and theories on 9/11, firmag.org2006-0808,updated2006-0913 Page-1

۴۔ نورالحسن نیر، مولوی،" نوراللغات"، نیشنل بک فاونڈیشن، اسلام آباد، طبع دوم ۱۹۸۵، ص۔۸۷۰

۵۔ رفیع الدین ہاشمی،"اصناف ادب"، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳، ص ۸۴، ۸۵

۶۔ طارق مسعود، سید" بے نیام" منزل پبلیکیشنز اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۸ء، ص ۷۷

۷۔ ایضاً، ص ۵۷

۸۔ رفیق ساغر، مشمولہ: روزنامہ "آج" پشاور، ۱۲ مارچ ۲۰۰۲ء

۹۔ ایضاً

۱۰۔ حصیر نوری، مشمولہ: ماہنامہ "صریر" کراچی، (سالنامہ)، جون، جولائی ۲۰۰۴ء، ص ۴۷۷

۱۱۔ فضا اعظمی "آئینہ امروز و فردا" اکادمی، بازیافت، فروری ۲۰۱۲ء، ص ۲۲۷

۱۲۔ احمد حسیب قیصر "حریتِ افغان" القریش پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور، س۔ن، ص ۵۷

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۲۸

۱۴۔ تنویر سپرا "لفظ کھردرے" سانجھ پبلیکیشنز ٹیمپل روڈ لاہور، فروری ۲۰۱۱ء، ص ۱۶۴

۱۵۔ محمد طٰہٰ خان، پروفیسر، "گلپاش" 14A آرمی آفیسر کالونی گیٹ نمبر ۳، بارہ روڈ پشاور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۳۲

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۲۴

۱۷۔ ذبیح اللہ بلگن" پاکستان میں بین الاقوامی مداخلتیں" نگارشات پبلشرز، ۲۴، رنگ روڈ لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۲۰۲
۱۸۔ جعفر بلوچ" بر سبیلِ سخن" مکتبہ تعمیر انسانیت اُردو بازار لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۳۹
۱۹۔ جان کاشمیری" ڈوبتے ہاتھ کی فریاد" ماورا پبلشرز لاہور، اپریل ۲۰۱۶ء، ص ۸۹
۲۰۔ سلطان مجاہد" انا کی آنکھ" سلطان پرنٹنگ پریس بازار توپانوالہ ڈیرہ، نومبر ۲۰۰۲ء، ص
۲۱۔ محمد طٰہٰ خان، پروفیسر، "گلپاش" A۱۴ آرمی آفیسر کالونی گیٹ نمبر ۳، باڑہ روڈ پشاور، جنوری ۲۰۱۱ء، ص ۱۸۹
۲۲۔ طارق مسعود، سید" بے نیام" منزل پبلی کیشنز اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۸ء، ص ۴۷
۲۳۔ ایضاً، ص ۱۶۴
۲۴۔ محمد مقصود احمد" عراق پر امریکی یلغار" ادارۂ علم و ادب کراچی، ۱۴۲۴ھ، ص ۲۹
۲۵۔ طارق مسعود، سید" بے نیام" منزل پبلی کیشنز اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۸ء، ص ۱۵۹
۲۶۔ محمد طٰہٰ خان، پروفیسر، "گلپاش" A۱۴ آرمی آفیسر کالونی گیٹ نمبر ۳، باڑہ روڈ پشاور، جنوری ۲۰۱۱ء، ص ۱۲۳
۲۷۔ محمد طٰہٰ خان، پروفیسر، "گلپاش" A۱۴ آرمی آفیسر کالونی گیٹ نمبر ۳، باڑہ روڈ پشاور، جنوری ۲۰۱۱ء، ص ۱۲۴
۲۸۔ ایضاً، ص ۱۲۷
۲۹۔ سید طارق مسعود" بے نیام" منزل پبلکیشنز اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۸ء، ص ۹۶
۳۰۔ محمد ابوسفیان سفی، ڈاکٹر، مشمولہ : "پاکستانی زبان و ادب پر ۹/۱۱ کے اثرات" ، پین مین پبلشرز پشاور، سہیل احمد (مرتب)، ۲۰۱۰ء، ص ۸۱، ۸۲